قرآن کریم

اور

ازواجِ مطہراتؓ رسول سلامٌ علیہ

کی تعداد

ادارہ بلاغ القرآن ۱۱۰۔این سمن آباد لاہور (پاکستان)
پوسٹ کوڈ54500

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تحفّظِ ناموسِ رسالت

رسولِ اکرم سلامٌ علیہ کی کتنی بیویاں تھیں؟

سُورہ احزاب کی آیاتِ مجیدہ ۸ تا ۵۲

تعدّدِ ازدوَاج کا قُرآنی فیصلہ

انبیاء سلامٌ علیہم اور تعدّدِ ازدواج

- قرآن کہتا ہے :۔ وَاللّٰہُ خَلَقَکُمۡ مِّنۡ تُرَابٍ ثُمَّ مِنۡ نُّطۡفَۃٍ ثُمَّ جَعَلَکُمۡ اَزۡوَاجًا ؕ ۱۱ /۳۵ (مفہوم) اور (اے نَوعِ آدم) اللہ تعالیٰ نے تم بہُت سوں کو مٹی سے پَیدا کیا۔ پھر اُس کے بعد نطفے سے پَیدا کرنا شروع کیا اور تمہیں جوڑے جوڑے بنادیا۔ آئتِ مجیدہ میں دوسرا ثُمَّ عاطفہ ہے۔ اگر اسے ترتیب وتراخی کے لئے مانا جائے تو مفہوم غلط ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مٹی سے پَیدا کرنے کے بعد انسان کو پہلے نُطفے سے پیدا کیا اور پھر اس کے بعد جوڑا جوڑا بنایا۔ اب چونکہ نُطفہ کی پیدائش کے لئے پہلے جوڑا جوڑا ہونا لازمی ہے اِس لئے پہلے نطفہ کی پیدائش اور بعد میں جوڑا جوڑا بنانے کا تصوّر غلط ہے۔ فلہٰذا دوسرا ثُمَّ عاطفہ ہے اور اُوپر لکھا ہُوا مفہوم ہی صحیح ہے۔

ایک مرد اور ایک عورت

- اب ظاہر ہے کہ جوڑا کہتے ہی ایک مرد اور ایک عورت کو ہیں۔ ایک مرد اور دو چار عورتیں' یا ایک مرد اور دس بیس یا سَو پچاس عَورتوں کو جوڑا نہیں کہا جاتا۔ فلہٰذا مندرجہ بالا آئتِ مجیدہ کی روشنی میں افزائشِ نسل کے لئے خداوندی قانون صرف ایک مرد اور ایک عورت کا ہے۔ یعنی قرآن کریم کی رُوسے پُوری نوعِ انسانی کے مردوں کے لئے بیک وقت ایک عورت ہی کا خداوندی فیصلہ ہے لیکن :۔

ہنگامی حالات

- قرآنِ کریم نے اِس سلسلے میں ایک استثنائی صورت بھی بیان کی ہے جو صرف ہنگامی حالات سے متعلق

ہے یعنی اگر کبھی ایسے حالات پیدا ہو جائیں کہ میدانِ جنگ میں کچھ مرد کام آجائیں۔ یعنی مُلک و مِلّت پر جان قُربان کر کے شہید ہو جائیں۔ یا کسی وباء' حادثہ یا زلزلہ کی وجہ سے کُچھ مرد ختم ہو جائیں۔ اور وہ یتیم بچّے اور بیوہ عورتیں چھوڑ جائیں اور اُن کے یتیم بچّوں اور بیواؤں کو اُن کا پیدائشی حق مُیسّر آنا، اِس صُورت کے بغیر ناممکن ہو جائے کہ بیواؤں کے ساتھ نکاح کر کے اُنہیں الگ الگ گھروں میں جُزوِ خاندان بنا کر یتیموں کی پرورش کا سامان کر دیا جائے تو ایسے حالات میں قرآن کریم نے اِجازت نہیں دی بلکہ حُکم دے رکھا ہے کہ اگر معاشرہ کے تمام افراد اپنا حقِّ زوجیّت حاصل کر چُکے ہوں۔ یعنی معاشرہ کا ہر مرد شادی شُدہ ہو تو اِن بیواؤں اور یتیموں کو جُزوِ معاشرہ بنانے کے لئے جو شخص اِس بوجھ کو اُٹھانے کے قابل ہو وُہ حسبِ استطاعت چار تک عورتوں سے نکاح کرے۔ دیکھئے ارشادِ باری:۔

● وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۠ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ○ وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ[1] النِّسَاۗءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ ۲۔۳/ ۴ (مفہوم) :۔ اور یتیموں کے جو مال تمہارے پاس امانت رکھے گئے ہوں وُہ اُنہیں واپس دے دیا کرو۔ اور اُن کی اچھی چیزوں کے ساتھ اپنی بُری چیزوں کو تبدیل نہ کر لیا کرو اور نہ اُن کے مالوں کو اپنے مالوں کے ساتھ مِلا کر کھا جایا کرو۔ بلاشبہ یہ چیزیں گناہ کبیرہ ہیں۔ اور اگر (کسی وقت ایسے حالات پیدا ہو جائیں کہ تمہیں یتیموں یعنی بے سہارا بچوں اور بیوہ عورتوں) کے متعلق خطرہ لاحق ہو جائے کہ تُم (ایک سے زائد نکاح کئے بغیر ان کے حقوق کی ادائیگی یعنی) یتیموں میں انصاف قائم نہیں کر سکتے تو بیوہ عورتوں[1] میں سے جو تمہیں نکاح کے لئے پسند کریں' دو دو تین تین اور چار چار تک نکاح کیا کرو" (تاکہ ہنگامی مسئلہ حل ہو جائے۔ یتیموں اور بیواؤں کو اُن کے حقوق میسّر آئیں اور معاشرہ میں انصاف قائم ہو جائے)"

● [1] یتیموں کے ذکر میں اَلنِّسَآ سے مُراد وہ عورتیں ہیں جو بیوہ ہو کر بے سہارہ ہو چکی ہوں' عام عورتیں نہیں۔ قرآن کریم نے ۱۲۷/ ۴ میں اُن عورتوں کو جو کسی بھی وجہ سے بے سہارہ ہو چکی ہوں، يَتٰمَى النِّسَآءِ کہا ہے۔ اور نیز اُن کے حقوق اور اُن کے یتیم بچوں کے حقوق کی پُوری نگہداشت کی تاکید کی ہے۔

ایک انتہائی اہم اعتراض

● آیات مجیدہ ۲-۳ / ۴ مندرجہ بالا کے ترجمہ میں خطوط واحدانیوں کے اندر جو خط کشیدہ الفاظ نمبر ۱ تا ۳ بڑھائے گئے ہیں اُن پر معترض اعتراض کر سکتا ہے کہ یہ عربی متن کے کِن الفاظ کے معنے ہیں کہ "اگر کسی وقت ایسے حالات پیدا ہو جائیں کہ تمہیں یتیموں، یعنی [1] بے سہارا بچوں اور بیوہ عورتوں" کے متعلق خطرہ لاحق ہو جائے کہ تم

(ایک سے زائد نکاح کئے بغیر اُن کے حقوق کی ادائیگی، [۲] یعنی) یتیموں میں انصاف قائم نہیں کر سکتے تو بیوہ عورتوں میں سے جو تمہیں نکاح کے لئے پسند کریں دو دو تین تین اور چار چار تک نکاح کیا کرو (تا کہ ہنگامی مسئلہ حل ہو جائے۔ [۳] یتیموں اور بیواؤں کو اُن کے حقوق میسّر آجائیں اور معاشرہ میں انصاف قائم ہو جائے)

● اِس اعتراض کا سیدھا سادہ جواب آگے آرہا ہے۔ پہلے یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ مسلمان جیسی زندہ قوم کی زندگی میں ایسے حالات کا پیدا ہونا ناگزیر ہے کہ اس کے مردِ مجاہد میدانِ جہاد میں دادِ شجاعت دیتے ہُوئے ایک ہی جنگ میں ہزاروں کی تعداد میں شہید ہو جائیں اور ہزارہا عورتوں کو بیوہ کر جائیں۔ جیسے کہ ۱۹۶۷ کی عرب اسرائیل جنگ میں اُردن کی فوج کے سولہ ہزار مجاہد ایک رات میں بمباری سے ہلاک ہو گئے تھے۔ روائتی فقہ میں جہاں ایسے ہنگامی حالات کو، جو صد فیصد ناگزیر ہیں صد فیصد نظر انداز کر دیا گیا ہے، وہاں قرآن مجید نے آیاتِ بالا میں اِس کا حل دیدیا ہے کہ شہداءِ ملّت کی بیواؤں (یَتٰمَی النِّسَآء) اور اُن کے یتیم بچّوں کو اُن کے بنیادی حقوق مہیّا کرنے کے لئے ایک سے زائد چار چار تک نکاح کر کے اور اُنہیں جزوِ معاشرہ بنا کر مذکورہ ہنگامی مسئلہ حل کر لیا کرو۔ چنانچہ ایک سے زائد نکاح کے لئے شرط قائم کی گئی ہے وَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تُقۡسِطُوۡا فِی الۡیَتٰمٰی ۴/۳ = اور اگر تمہیں خوف لاحق ہو کہ تم الیتٰمٰی میں انصاف نہ کر سکو گے تو اِس پر فا جزائیہ لا کر حکم دیا گیا ہے (اجازت نہیں) فَانۡکِحُوۡا مَا طَابَ لَکُمۡ مِّنَ النِّسَآءِ مَثۡنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۴/۳ تو یَتٰمَی النِّسَآء کے ساتھ جو تمہیں نکاح کے لئے پسند کریں دو دو تین تین اور چار چار تک نکاح کیا کرو۔

علماءِ کرام کیلئے لمحہِ فکریہ

● واضح رہے کہ فَانۡکِحُوۡا کی فا جزائیہ کو ہرگز نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ جب تک اَلَّا تُقۡسِطُوۡا فِی الۡیَتٰمٰی کی شرط قائم نہ ہو، اُس وقت تک فَانۡکِحُوۡا کے حکم پر عمل' یعنی ایک سے زائد نکاح کرنا اللہ تعالیٰ کی کُھلی نافرمانی ہے۔ پس اس طرح جو صدیوں سے ایک سے زائد نکاح مذکورہ شرط کے بغیر ہوتے چلے آرہے ہیں یکسر غلط ہیں۔ اب چونکہ مذکورہ شرط صرف اُن عورتوں سے نکاح کرنے سے قائم ہوتی ہے جو بیوہ ہوں اور اُن کے یتیم بچے بھی ہوں۔ ہمارا سوال ہے کہ ستّر سالہ بڈھے کے ساتھ سولہ سالہ کنوری دوشیزہ کے نکاح میں جب مذکورہ شرط قائم ہی نہیں ہوتی تو علماءِ کرام نے ایسے نکاحِ ثانی ثالث اور رابع کی کھلی چھٹی کیوں دے رکھی ہے؟ کیا یہ اللہ تعالیٰ کی کھلی نافرمانی نہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ آیاتِ زیرِ بحث میں اللہ تعالیٰ نے اِس ہنگامی مسئلہ کا حل دیدیا ہے کہ جب کسی جنگ جہاد یا وبائی امراض وغیرہ کی بدولت بہت سی عورتیں بیوہ ہو جائیں اور اُن کے ساتھ یتیم بچّے بھی ہوں تو جہاں بیواؤں کو اُن کا حقِّ زوجیّت

مہّیا کرنا ضروری ہے وہاں اُن کے یتیم بچّوں کی پرورش و تربیّت کا مسئلہ بھی انتہائی اہم ہے۔ اِس لئے حکم دیا گیا ہے (اجازت نہیں) کہ اِس ہنگامی مسئلہ کو ایک سے زائد چار چار تک نکاح کر کے حل کر لیا کرو۔

● اب چونکہ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْيَتٰمٰى کی شرط محض اُن بیوہ عورتوں سے نکاح کرنے ہی سے قائم ہوتی ہے جِن کے یتیم بچّے بھی ہوں اس لئے ثابت ہوا کہ یہ حکم صرف مذکورہ بالا ہنگامی حالات کے لئے ہیں، عام حالات کے لئے نہیں۔ پس آیاتِ مجیدہ ۲۔۳ / ۴ کے ترجمہ میں خطوط وحدانیوں کے اندر بڑھائے گئے الفاظ عین منشاءِ قرآنی کے حامل ہیں۔ جن کے بڑھائے بغیر ہنگامی حالات کی قرآنی منشاء پُوری نہیں ہو سکتی۔

اب غور فرمائیں

● یہ ہے قرآن کریم کا فیصلہ تعدّدِ ازدواج کے متعلق، کہ عام حالات میں ایک مرد کو صرف ایک عورت سے نکاح کرنا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کی منشاء پُوری ہو جائے۔ جو اُس نے فرمایا ہے۔ ''جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا'' ۱۱ / ۳۵ اور ہنگامی حالات رُونما ہو جائیں۔ یعنی کسی وجہ سے معاشرہ کی کچھ عورتیں بے سہارا ہو جائیں۔ یعنی بے شوہر ہو جائیں یا بے شوہر رہ جائیں تو اُنہیں اور یتیم بچّوں کو اُن کے حقوق مہیّا کرنے کے لئے ایک سے زائد نکاح کرنے کا حکم ہے۔ لیکن موجودہ روایات میں پہلے نمبر پر تو ہنگامی حالات کی قرآنی شرط کو بالکل اُڑا دیا گیا ہے۔ اور چار تک بیویوں کے ہنگامی حکم کو ' اجازتِ عام قرار دے کر مالدار عیش پسندوں کے لئے موقعہ مہیّا کر دیا گیا ہے۔ کہ وہ بیوی کو کھلونا سمجھیں۔ جب ایک کھلونے سے کھیلتے کھیلتے جی بھر گیا تو دُوسرا لے آئیں۔ دُوسرے سے اُکتائیں تو تیسرا مہّیا کر لیں۔ اور اس طرح وہ عام حالات میں بیک وقت چار کھلونوں کے ساتھ کھیلتے رہا کریں۔ یہ تو ہُوا مروّجہ روایات کا عوام کے متعلق چار بیویوں کا غیر مشروط فیصلہ ! اور نبیوںؑ کیلئے ؟

نبیوںؑ کیلئے چار کی قید بھی ختم

● قرآن کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو شریعت سابقہ انبیاء سلامُ علیہ پر نازل فرمائی تھی۔ وہی شریعت محمدؐ رسول اللہ سلامُ علیہ اور آپ کی اُمت پر نازل فرمائی ہے:۔ شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى ۱۳ / ۴۲ (مفہوم) ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے دین کی وُہی شرع فرمائی ہے جس کا حکم نوحؑ کو دیا گیا تھا۔ اور اَے صاحبِ قرآن! یہ دین کی شرع جو ایمان والوں کیلئے کی گئی ہے اور جس کا حکم نوحؑ کو دیا گیا تھا وہ یہی ہے جو آپ کی طرف وحی کی گئی ہے اور یہ وہی شرع ہے جس کا حکم

ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو دیا گیا تھا۔

● براہِ نوازش اِس آئتِ مجیدہ کے الفاظ پر گہری نظر سے غور فرمائیں۔ دیکھئے! اللہ تعالیٰ نے کس طرح وضاحت کے ساتھ اِس امر کا اعلان کر دیا ہے کہ دین کی شرع جو سابقہ انبیاء سلامٌ علیہم کو دی گئی تھی، وہی جناب محمدؐ رسول اللہ سلامٌ علیہ کو دی گئی ہے۔ اور جو محمدؐ رسول اللہ سلامٌ علیہ کو دی گئی ہے وہی آپ کی اُمّت کو دی گئی ہے ....اب شریعت کے مسئلہ تعدادِ ازدواج کا قُرآنی فیصلہ، جو اُمّتِ محمدیہ کے لئے نازل ہُوا۔ وُہ آپ سطورِ بالا میں دیکھ چکے ہیں۔ کہ ایک سے زائد شادی کرنے کا حکم صرف ہنگامی حالات کیلئے ہے۔ اور ہنگامی حالات میں بھی تعدّدِ ازدواج کی آخری حد چار ہے۔ لیکن :۔

ننانوے بیویاں

● مروّجہ روایات میں بتایا جاتا ہے کہ حضرتِ داؤد سلامٌ علیہ کی معاذ اللہ ایک کم سَو بیویاں تھیں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ نے سو''' میں سے ایک کی کمی کو اس طرح پُورا کیا۔ کی ایک ہمسائے کی بیوی اِس طرح حاصل کی کہ اُس کے خاوند کو جنگ میں بھیج کر اپنے راستے سے ہٹا دیا...........یاد رہے کہ بعض حلقوں میں حضرتِ داؤدؑ کے متعلق ہمسائے کی بیوی حاصل کرنے کی روائت کو غلط کہا جاتا ہے۔ لیکن اِس امر پر تمام مسلک متفق ہیں کہ آپ کی ایک کم سو بیویاں تھیں۔ اِس سے آگے پُوری سَو کا تصوّر بھی ملاحظہ فرمائیں:۔

پُوری سَو بیویاں

● شریعتِ خداوندی کے خلاف حضرت داؤد سلامٌ علیہ پر مروّجہ روایات کا تراشا ہُوا الزام تو آپ سُن چکے‘ کہ آپ نے ایک کم سَو بیویاں رکھی ہوئی تھیں۔ لیکن آپ کے بیٹے حضرتِ سلیمانؑ کے متعلق یہ بتایا گیا ہے کہ آپ نے معاذاللہ معاذاللہ پُوری سَو عورتوں کو شرفِ زوجیّت بخشا ہُوا تھا۔ یعنی روائتی نظریہ کے مطابق معاذاللہ معاذاللہ والد بزرگوار سے جو کمی رہ گئی تھی آپ نے پُوری کر دی۔ لیکن جیسا کہ آپ سطورِ بالا میں دیکھ چکے ہیں کہ سابقہ نبیوں اور سابقہ اُمتّوں سمیت اُمتِ محمدیہ اور خود محمدؐ رسول اللہ سلامٌ علیہ کیلئے شرعی احکام مطلقاً ایک ہیں۔ سِر مُو تفاوت نہیں۔ شریعتِ خداوندی کا فیصلہ صرف اور صرف یہ ہے کہ عام حالات میں ایک مرد صرف ایک عورت سے نکاح کرے گا۔ اور ہنگامی حالات میں صاحبِ استطاعت کیلئے ایک سے زائد شادیاں کرنے کی اجازت نہیں‘ بلکہ حکم ہے۔ تاکہ معاشرہ کی بے سہارا عورتیں اور یتیم بچّے جزوِ معاشرہ بنائے جا سکیں۔ اور ہنگامی حالات میں بھی شادیوں کی آخری حد شریعتِ

خداوندی نے چار بتائی ہے۔ فلہٰذا قرآن کریم کی روشنی میں حضرتِ داؤد اور سلیمان سلامٌ علیہما پر ننانوے اور سَو بیویاں رکھنے کی خبر بہتانِ عظیم ہے۔ اور یہ سُن کر آپ حیران ہو جائیں گے کہ حضرتِ داؤدؑ پر ننانوے بیویوں کا الزام تفسیر فتح القرآن کے ذریعہ قرآن کریم کے حاشیئے پر سوار' آج ہمارے ایک ایک گھر میں موجود ہے[1]۔ اور حضرت، سلیمانؑ پر سو۱۰۰ بیویاں رکھنے کا الزام مروّجہ روایات کی اُن دو کتابوں کا لگایا ہُوا ہے جنہیں مُسلمانوں کے ہاں قرآن کریم کے بعد صحیح اور افضل ہونے کا درجہ دیا گیا ہے۔ یعنی صحیح بخاری شریف اور مسلم شریف[2] .... اور طرفہ تماشہ یہ ہے کہ حضرتِ سلیمانؑ پر سو۱۰۰ بیویوں کا الزام خود محمدؐ رسول اللہ سلامٌ علیہ کی زبانِ مبارک سے لگوایا گیا ہے العیاذُ باللہ! نبیؑ کی زبان سے نبیؑ پر بُہتان؟

[1] اس وقت ہمارے سامنے تاج کمپنی لاہور کے مطبوعہ قرآنِ کریم کا نسخہ پڑا ہُوا ہے۔ جس کے حاشیئے پر سورہ صٓ کی آیات مجیدہ ۲۲ تا ۲۵ کی تفسیر میں حضرتِ داؤد سلامٌ علیہ کے متعلق لکھا ہے:۔(ذیل کے اقتباس کی تصدیق کے لئے آپ بھی اپنا مترجم قرآن کریم کا حاشیہ موضح القرآن بابت ۲۲ تا ۲۵ /صٓ نکال کر سامنے رکھ لیں........ "حضرتِ داؤد نے باری رکھی تھی تین دِن کی۔ ایک دِن دربار کا۔ ایک دِن عورتوں کے پاس۔ ایک دِن عبادت کا۔ اُس دِن خلوت میں رہتے تھے۔ دربان کسی کو آنے نہیں دیتے تھے۔ کئی لوگ دیوار کُود کر اُن کے پاس آئے۔ یہ جھگڑنے والے فرشتے تھے۔ پردے میں اِن کو سُنا گئے اِنہی کا ماجرا۔ اِن کے گھر میں ننانویں بیویاں تھیں۔ ایک ہمسائے کی عورت پر نظر پڑ گئی۔ چاہا کہ اس کو بھی گھر میں رکھیں۔ اُس کا خاوند موجود تھا اِن کے لشکر میں........ اُس کو تعیّن کیا۔ تابوتِ سکینہ سے آگے جہاں بڑے مردانہ لوگ لڑائی میں آگے بڑھتے ہیں۔ وہ شہید ہُوا پیچھے اُس عورت سے نکاح کیا۔ اِس میں کسی کا خُون نہیں کیا۔ بے ناموسی نہیں کی۔ مگر کسی کی چیز لے لی تدبیر سے۔ پیغمبروں کی ستھرائی کو اتنا بھی داغ عَیب نہ تھا۔ اِس کی جانچ ہوئی"۔

(موضح القرآن کے اس حوالے سے تین چیزیں ظاہر ہوتی ہیں:۔)

۱ ۔ پہلی یہ کہ حضرتِ داؤد کے گھر میں ننانوے بیویاں تھیں۔ لیکن اتنی بڑی غیر شرعی تعداد کے باوجود اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت کو کوئی تنبیہ نہ ہُوئی۔ گویا کہ آپ کا یہ فعل اسلام کے عین مطابق تھا۔(اُمت کے بادشاہ اور نواب' کیا اسی سند سے کئی کئی سَو عورتیں شبستانِ شاہی کی زینت بناتے رہتے ہیں؟) ہم پوچھتے ہیں کیا اسلام میں سَو۱۰۰ عورتوں سے نکاح کرنا روا ہے؟ اگر روا اور جائز ہے تو یہ چیز قرآن کریم کے کس مقام سے ثابت ہے؟

۲ ۔ دوسری یہ کہ ایک ہمسایہ (جس کا نام اصلی تفسیر موضح القرآن کے صفحہ ۷۶۴ پر اُوریاؔ بتایا گیا ہے) کی بیوی پر کسی طرح حضرت کی نظر پڑ گئی۔ تو اُسے حاصل کرنے کے لئے معاذاللہ! حضرت نے جو تدبیر فرمائی۔

وہ موضح القرآن کے الفاظ میں ایسی اچھی تدبیر تھی کہ کسی کا خُون نہیں کیا۔ بے ناموسی یعنی عصمت دری نہیں کی۔ مگر ایک ایسی تدبیر کے ساتھ پرائی چیز لے لی۔ جس میں شاہانہ اقتدار شامل تھا۔ ہم پوچھتے ہیں۔ کیا کسی شخص کی بیوی کو حاصل کرنے کے لئے اس کے شوہر کو کسی ایسے طریقے سے مروا دینا سُنّتِ نبوی ہے جس میں قاتل ....یا تو خود صاحبِ اقتدار ہو یا وُہ کسی نہ کسی طرح مُلک کے قانون سے بچ سکتا ہو؟

۳۔ یہ کہ موضح القرآن کے محولہ بالا اقتباس سے حضرتِ داوٗد سلامؑ علیہ کا کریکٹر اتنا گھٹیا قسم کا ثابت ہوتا ہے کہ ایک نبیؑ تو درکنار' اس قسم کا کریکٹر کسی معمولی مومن کا بھی تسلیم نہیں کیا جاسکتا کہ ایک ہمسائے کی بیوی پر نظر پڑ جائے' وہ اِس قدر از خود رفتہ ہو جائے کہ اُسے حاصل کرنے کے لئے اُس کے خاوند کو قتل کی محفوظ تدبیر سوچنے لگے۔ ہم کہتے ہیں کہ ایسے کردار کو تو غیر مسلم اقوام بھی نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہیں۔ چہ جائیکہ اسے ایک نبی کی سنت قرار دے کر تعدّدِ ازواج کا جواز مہیّا کیا جائے........اِس سلسلے میں آخری گذارش یہ ہے کہ سورہ صؔ کی آیات مجیدہ نمبر ۲۲ تا ۲۵ میں جو ننانوے دُنبیوں اور ایک دُنبی کے مقدمہ کا ذکر ہے۔ اُس سے یہ مُراد ہر گز نہیں کہ حضرتِ داوٗد سلامؑ علیہ کے گھر میں ننانوے بیویاں تھیں اور آپ نے اُوریاؔ ہمسائے کی بیوی پر فریفتہ ہو کر اُسے حاصل کرنے کیلئے "اُوریا" کو نہائت محتاط طریقے سے ختم کروا دیا تھا۔ بلکہ دُنبیوں کے مقدمہ والوں نے اپنے مُلک کے ناہموار معاشرے کو تمثیلی انداز میں بیان کر کے مدد چاہی تھی۔ اُنہوں نے آپ کے سامنے اپنے علاقہ کے معاشرہ کی ناہمواری کو اِس انداز میں ظاہر کیا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی ننانوے فی صدی نعمتوں پر ناجائز قبضہ جما لینے کے باوجود سرمایہ دار ذِہن اِس پر بھی بس نہیں کرتے۔ بلکہ وہ چاہتے ہیں کہ معاشرہ کے غُرباء کے پاس جو ایک فیصدی حقوق باقی ہیں وہ بھی ان سے چھین لئے جائیں۔ یہ تو ہُوا حضرت داوٗدؑ کا روائتی قصّہ۔ اب سلیمانؑ کا روائتی قصہ ملاحظہ فرمائیں:۔

۲۔ ● حضرت سلیمان پر جو بخاری اور مسلم شریفین نے سَو بیویاں رکھنے کا الزام لگایا ہُوا ہے اُسے صاحبِ مشکوٰۃ نے باندازِ ذیل نقل کیا ہے:۔

روائت کا عربی متن

وَعَنْهُ (ابی ہریرہ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ قَالَ سُلَيْمَانُ لَاَ طُوْفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلٰى تِسْعِيْنَ اَمْرَاَةٍ وَ فِيْ رَوَايَةٍ بِمِائَةِ امْرَأَةٍ كُلُّهُنَّ تَاْتِيْ بِفَارِسٍ يُّجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فَقَالَ لَهُ الْمَلَكُ

(علامہ وحید الزمانؒ کا لکھا ہُوا اُردو ترجمہ جو خود مشکوٰۃ شریف میں درج ہے)

اور روائت ہے اُسی (ابو ہریرہؓ) سے کہ کہا۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ کہا سلیمانؑ نے کہ البتہ صحبت کروں گا میں آج کی رات نوّے ۹۰ بیویوں سے اور ایک روائت میں ہے سو ۱۰۰ بیویوں سے۔ ہر ایک اُن میں سے جنے گی ایک سوار۔ کہ جہاد کرے گا راہِ خدا میں۔ پس کہا اُس کو فرشتہ

قُلْ اِنْشَآءَ اللهُ فَلَمْ یَقُلْ وَنَسِیَ فَطَافَ عَلَیْهِنَّ فَلَمْ تَحْمِلْ مِنْهُنَّ اِلَّا امْرَأَةٌ وَّاحِدَةٌ جَآءَتْ بِشِقِّ رَجُلٍ وَّ اَیْمُ الَّذِیْ نَفْسِ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَوْ قَالَ اِنْشَآءَ اللهُ لَجَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللهِ فُرْسَاناً اَجْمَعُوْنَ (متفق علیہ) (مشکوٰۃ شریف مطبع قرآن وسنت امر تسر ربع چہارم ۲۱۶)	نے۔ کہ انشاءاللہ۔ پس نہ کہا سلیمان نے انشاءاللہ۔ پس پھرے سلیمان سب عورتوں کے پاس۔ پس نہ حاملہ ہوئی اُن عورتوں میں سے کوئی۔ مگر ایک۔ اور جنی وہ عورت آدھا مرد۔ قسم ہے اُس ذات کی کہ بقائے ذاتِ محمدؐ اُس کے قبضہ میں ہے۔ اگر کہتے سلیمان انشاءاللہ تو جہاد کرتے وُہ راہِ خدا میں سوار ہو کر سب (متفق علیہ)

● یاد رہے کہ اِس روائت کو سُورہ صٓ کی آئت نمبر ۳۴ کی تفسیر بتایا جاتا ہے۔ حالانکہ وہاں نہ نوّے یا سَو '' بیویوں کا ذکر ہے۔ اور نہ ایک رات میں سو '' بیویوں سے جنسی فراغت حاصل کرنے کا تذکرہ ہے۔ واقعہ صرف یہ ہے کہ حضرت کا منتخب کردہ جانشین نااہل تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اِس چیز سے آگاہ کیا تو آپ نے رجعت فرمائی۔ یعنی اپنے فیصلہ کو واپس لے لیا۔ اور قابل جانشین کا تقرر فرمایا۔ ذیل میں وہ آئت مجیدہ معہ صحیح مفہوم ملاحظہ فرمائیں جس سے مذکورہ بالا عجیب وغریب نظریات اخذ کئے جاتے ہیں:۔

● وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَیْمٰنَ وَ اَلْقَیْنَا عَلٰی کُرْسِیِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ○ قَالَ رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ○ ۳۴۔۳۵ / ۳۸ (مفہوم) اور البتہ تحقیق ہم نے سلیمانؑ سے اختلاف رائے کیا (اس امر میں کہ) پایا ہم نے اُس کی حکومت کا وارث ایسا کہ جو امورِ سلطنت سے بالکل کورا تھا۔ سلیمان نے اپنے فیصلہ سے رجوع کیا۔ اور نااہل جانشین کو برطرف کر کے قابل جانشین کا تقرّر کیا۔ اُس نے حضورِ الٰہی میں عرض کی۔ کہ اے میرے پروردگار مجھے معاف فرما۔ اور مجھے ایسی مضبوط حکومت عطا کر۔ کہ اس زمانے میں میرے سوا کسی کو میّسر نہ ہو۔ بلاشبہ تو عطا کرنے والا ہے۔

● یہ ہے آئتِ مجیدہ' اور اُس کا مفہوم جو اپنے سیاق وسباق اور ربطِ آیات کے مطابق ہر لحاظ سے صحیح ہے۔ اِسی آئتِ مجیدہ پر مرّوجہ روایات نے سو '' بیویوں سے نکاح کی حاشیہ آرائی کے علاوہ اس سے یہ نظریہ بھی اخذ کر رکھا ہے کہ حضرتِ سلیمان سلامٌ علیہ کی حکومت ایک انگوٹھی کے سہارے پر چلتی تھی ایک جِنّ نے دھوکے سے انگوٹھی حاصل کر لی۔ اور آپ کی شکل بن کر تختِ حکومت پر بیٹھ گیا۔ چھ مہینوں کے لئے دربارِ عام وخاص اور محل سراتک میں اُس کا عمل دخل رہا۔ اور معاذاللہ معاذاللہ حضرت سلیمانؑ بھاگ گئے۔ کہ وُہ مروانہ ڈالے۔ پھر کیا ہُوا؟ اس سوال کا جواب حاشیہ موضح القرآن کے اپنے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں:۔

● حضرتِ سلیمان جب استنجے کو جاتے تو انگشتری ایک خادمہ کے سُپرد کر جاتے۔ اس میں لکھا تھا اسمِ اعظم۔ ایک جِن تھا صخر نام۔ اس خادمہ کو بہکا کر انگشتری لے گیا۔ اور اپنی صورت بنائی سلیمان کی سی۔ تخت پر بیٹھ کر لگا حکم کرنے۔ حضرت سلیمانؑ یہ معلوم کر کے نکل گئے کہ مجھ کو مروانہ ڈالے۔ ایک گاؤں میں چھُپ کر رہے۔ چھ مہینے بعد صخر تھا شراب کی مستی میں۔ انگشتری دریا میں گر گئی۔ ایک مچھلی نگل گئی۔ وہ شکار ہوئی۔ حضرتِ سلیمان کے ہاتھ۔ پیٹ میں سے انگشتری لے کر پھر آئے تختِ سلطنت پر۔ (دیکھئے حاشیہ موضح القرآن سورہ ص آیت نمبر ۳۴)

● غور فرمائیں:۔ اِس اقتباس سے بھی تین چیزیں ظاہر ہوتی ہیں:۔

ا۔ پہلی یہ کہ حضرتِ سلیمان سلامٌ علیہ میں ملکاءِ جہانبانی، گویا نام کو بھی نہیں تھا۔ آپ کی سلطنت صرف انگوٹھی کے سہارے چلتی تھی۔ یعنی انگوٹھی اگر حضرت کے پاس ہے تو آپ حاکم اعلیٰ ہیں اگر وہ شرابی جن کے پاس پہنچ جاتی ہے۔ تو وہ بدمعاش تختِ حکومت کا وارث ہو جاتا ہے۔

۲۔ دوسرے نمبر پر اس اقتباس سے حضرت سلیمان سلامٌ علیہ خلیفہ فی الارض نہیں' بلکہ ...... ایک تخت نشین بادشاہ ثابت ہوتے ہیں۔ حالانکہ یہ ایک مسلّمہ امر ہے کہ انبیاءِ سلام علیہمؑ کے تخت و تاج نہیں ہوتے تھے۔ مسجد اُنکی عدالت ہوتی تھی۔ اور جائے نماز اُن کا تخت ہوتا تھا۔ تاجپوشی اور تخت نشینی بادشاہوں کی سنّت ہے نبیوں کی نہیں۔

۳۔ تیسری چیز جو اس اقتباس سے ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ صخر جِن جو شراب کا عادی تھا۔ چھ ماہ تک حضرت سلیمان سلامٌ علیہ کی صورت بنائے ہُوئے آپ کی جگہ پر حکومت کرتا رہا۔ تو اس طرح مروّجہ روایات کے پاس اس چیز کا کیا جواب ہے، کہ اگر کوئی غیر مسلم فرد یہ پُوچھ بیٹھے کہ نقلی سلیمان جس طرح دربارِ عام و خاص میں سلیمان بن کر جاتا تھا۔ کیا وُہ معاذاللہ! حضرت کے حرم سرا میں بھی اصلی سلیمان بن کر نہیں جاتا تھا؟

● گذارش ہے کہ اِسی آئت مجیدہ پر حاشیہ موضح القرآن میں ایک واقعہ یہ بھی درج ہے کہ:۔

● "یہ جانچ ہُوئی اس پر کہ اِن (سلیمان) کے گھر میں ایک عورت تھی۔ اپنے باپ مر گئے کو یاد کر کر رویا کرتی تھی۔ اِس کو بنادی جنّوں نے تصویر اُس کے باپ کی کہ چِین پکڑے۔ وُہ لگی پُوجنے۔ اُنہوں نے (یعنی سلیمان نے) خبر نہ لی یا خبر پا کر تغافل کیا"۔ (حاشیہ موضح القرآن سُورہ صٓ آئت ۳۴)

صِرف حضراتِ داؤد اور سلیمان سلامٌ علیہما پر الزام کیوں؟

● آگے بڑھنے سے پہلے ایک اہم سوال پر غور فرمائیں۔ کہ انبیاءِ ماسبق میں سے صِرف حضرتِ داؤد اور

حضرتِ سلیمان سلامٌ علیہما پر اتنی بڑی کثرتِ ازدواج کا الزام کیوں لگایا گیا ہے؟......... جواباً عرض ہے کہ اگر آپ اس سلسلے میں معمُولی سا غور فرمائیں تو آپ پر حقیقت عیاں ہو جائے گی۔ کہ کتبِ روایات کی یہ روائتیں اُن مسلمان بادشاہوں کی گھڑی ہُوئی یا گھڑوائی ہُوئی ہیں جو تعدادِ ازدواج کے سلسِلے میں بادشاہوں کو عوام سے مستثنٰے رکھنا چاہتے تھے۔ اُنہوں نے دیکھا کہ سابقہ انبیاء میں سے حضراتِ داؤد و سلیمان سلامٌ علیہما وہ دو نبی ہیں جنہیں بادشاہ کہا جاتا ہے۔ بس وُہ اِن کو قرآنِ کریم کے نافذ کردہ قانون سے مستثنٰے قرار دیکر خود دھڑا دھڑ شادیاں کرتے چلے جانے کا جواز حاصل کرنا چاہتے تھے۔

رجُوع الی المطلب

● المختصر! ہم عرض یہ کر رہے ہیں کہ داؤد سلامٌ علیہ اور سلیمان سلامٌ علیہ چونکہ دونوں حضرات نبی ہونے کے علاوہ خلافتِ ارضی پر بھی مامور تھے۔ اُنہیں بادشاہ بتا کر اور اُن کے ہاں ننانوے اور سو''' بیوِیوں کی موجودگی ظاہر کر کے اس امر کا جواز حاصل کیا گیا ہے کہ وقت کا بادشاہ تعدّدِ ازواج کے سلسِلے میں' عوام سے اُسی طرح مستثنٰے ہے جس طرح یہ دو نبی بادشاہ مستثنٰے تھے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے نبی رسُول بادشاہ نہیں تھے۔ بلکہ وہ خلافتِ ارضی کے فرائض ادا فرماتے تھے۔ نہ اُن کے سر بفلک محلّات ہوتے تھے۔ نہ چونہ گچ دیوان خانے اور عدالتیں۔ عوام کے گھروں جیسے اُن کے گھر تھے۔ اور مسجدیں اُن کی عدالتیں تھیں۔ نہ اُن کے ہاں باریاب ہونے کے لئے پہلے کسی پرائیویٹ سیکرٹری سے ملنا پڑتا تھا۔ اور نہ کسی دربان کی مِنّت سماجت کرنی یا رشوت دینی پڑتی تھی۔ اللہ کے نبی رسولؐ جب نظامِ ربوبیّت قائم کر لیتے تو ہر حاجتمند کے لئے اُن کا دروازہ ہر وقت کُھلا رہتا تھا لیکن انبیاء سلامٌ علیہم کے متعلق یہ نظریہ بالکل غلط قائم کیا گیا ہے کہ وُہ اُن بادشاہوں کی طرح کے بادشاہ تھے۔ جو سر بفلک محلوں میں رہتے تھے۔ اور اُن کے گھروں میں ننانوے ننانوے سو''' سو''' بیویاں ہُوا کرتی تھیں۔

اسی طرح

● جناب محمدؐ رسول اللہ سلامٌ علیہ کو بھی، جو قرآنی نظامِ ربوبیّت عامہ کے اوّلین صدر و سربراہ تھے۔ ایک بادشاہ سمجھ کر آپ کو بھی بیک وقت گیارہ بیویوں کا شوہر ظاہر کیا گیا ہے۔ اور اِس طرح وقت کے بادشاہوں کو ہنگامی حالات کی بتائی ہُوئی تعدّدِ ازواج کی قرآنی حد سے مستثنٰے قرار دے کر' اور عیش پسندی کا جواز حاصل کر کے مُسلمان خلیفوں کے ہاں سینکڑوں بیگمات کی چہل پہل کا سامان مہّیا کر دیا گیا ہے۔

قرآن کریم کے ساتھ ظلمِ عظیم

● اور سب سے بڑا ظلم یہ ہُوا کہ رسولِ اکرم سلامٌ علیہ کو تعدّدِ ازواج کی ہنگامی حالات کی آخری حد سے مستثنٰے قرار دینے کے لئے قرآن کریم کی آئت مجیدہ ۵۰/۳۳ کو سند بنالیا گیا ہے۔ جس میں قرآنی معاشرہ کے صدرِ اوّل سلامٌ علیہ کو مظلوم' بے سہارا اور مہاجرہ عورتوں کا وَلی قرار دے کر، آپ کو یہ مخصوص اختیارات دیئے گئے ہیں کہ جن عورتوں کے حقیقی ولی' ماں باپ وغیرہ نہ ہوں یا جو عورتیں مُسلمان ہو کر، اور اِس طرح حقیقی ولیوں کی ولائت سے نکل کر قرآنی معاشرہ کے صدر و سَربراہ کی ولائت میں آجائیں تو اُن کے ولی حضور سلامٌ علیہ ہوں گے۔ اور مظلوم اور بے سہارہ عورتوں کو قرآن کریم نے تین حِصّوں میں تقسیم کیا ہے۔

ا۔ پہلی وہ عورتیں جو غیر مُسلم معاشرہ سے مسلمان ہو کر اسلامی معاشرہ میں آجائیں۔ قرآنی اصطلاح میں اُنہیں ''مَا مَلَکَت یمِینَ'' کہا گیا ہے۔ اِن میں مفتوحہ قوم کی وُہ عورتیں بھی شامل ہیں۔ جو اپنی خوشی کے ساتھ مُسلمان ہو کر کافر شوہروں یا کافر ماں باپ کو چھوڑ کر قرآنی معاشرہ میں آجائیں۔ اب چونکہ یہ اپنے حقیقی ولیوں کو کافر معاشرہ میں چھوڑ آئیں ہیں۔ اور بے سہارا اور بے ولی ہو چکی ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآنی نظامِ ربوبیّت کے صدرِ اوّل و سربراہ کو اِن کا ولی مقرر کیا ہے۔ یعنی ان کے لئے مناسب شوہر مہّیا کرنا۔ اور اُن سے ان کے نکاح کر دینا رسولِ اکرم کے ذمہ تھا۔

۲۔ دُوسری وُہ عورتیں جو رسولِ اکرم سلامٌ علیہ کے کُنبے سے متعلق تھیں۔ جنھوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی۔ اور اپنے حقیقی ولیوں کو جو مُسلمان نہیں ہُوئے۔ مکہ معظّمہ چھوڑ کر آپ کے پاس مدینہ منوّرہ پہنچ گئیں۔ اِن خواتین کا ولی بھی رسولِ اکرم سلامٌ علیہ ہی کو مقرر کیا گیا تھا۔ یعنی اِن کے لئے بھی مناسب شوہر مہّیا کرنا اور اُن سے اِن کے نکاح کر دینا آپ ہی کے ذمّہ تھا۔

۳۔ تیسرے نمبر پر اللہ تعالیٰ نے ہر اُس عورت کو، قرآنی نظامِ ربوبیّت کے صدرِ اوّل سلامٌ علیہ کی ولائت میں دیدیا تھا۔ جو کسی بھی وجہ سے آنحضرت سلامٌ علیہ کو اپنا وَلی قرار دے۔ یہ وہ عورتیں ہیں جن کے حقیقی وَلی موجود ہوں۔ لیکن یا تو وہ فرائضِ ولائت کے اہل نہیں۔ اور یا وہ کسی لالچ یا دباؤ کی وجہ سے اِن عورتوں کے لئے غیر مناسب' غیر موزُوں اور بے جوڑ شوہر مہّیا کر رہے ہوں۔ ایسی عورتیں' جن پر اُن کے ماں باپ یا اُن کے نہ ہونے کی صورت میں چچا دادا یا بھائی وغیرہ ظلم کر رہے ہوں۔ کہ اُن کی منشاء کے خلاف ایسا شوہر تجویز کریں' جو اُن کے لئے کسی طرح

مناسب ہی نہیں۔ ایسی عورتوں کے لئے اجازت دی گئی ہے کہ وُہ اپنے آپ کو آنخضرت کی ولائت میں دے دیں۔ قرآن کریم نے اس چیز کو **ہبہ نفس** کی اصطلاح میں ظاہر کیا ہے یعنی ایسی مظلوم عورت اپنے آپ کو زندگی بھر کے لئے انمُل جوڑ کے جہنّم میں گرانے کی بجائے، اپنی جان قرآنی نظامِ ربوبیّت کے صدر و سربراہ کے حوالے کر دے۔ ایسی عورتوں کے لئے قرآنِ کریم نے تحقیق کی شرط عائد کر رکھی ہے کہ آپ کا فرض ہے کہ دیکھ لیں کہ کیا موہبہ واقعی مظلوم ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ مجوّزہ شوہر مناسب ہو اور وُہ سرکشی کرتی ہُوئی خواہ مخواہ اپنے ولیوں کو تنگ کر رہی ہو۔ اِس تحقیق کے سلسلے میں قرآن کریم نے اِس امر کی وضاحت بھی کر دی ہے کہ اگر ایک مرتبہ آپ نے کسی عورت کو اپنی ولائت سے علیٰحدہ کر دیا ہو۔ تو اُس کے معاملے کو دوبارہ بھی سامنے لایا جاسکتا ہے۔ تاکہ جن عورتوں نے اپنے آپ کو آپؐ کی ولائت میں دے دیا ہو۔ اُن کو اُن کا مناسب طور پر ازدواجی حق میسّر آجائے اور وہ راضی ہو جائیں۔

یہ تھیں

● زمانۂ رسالت کی تین قسم کی بے سہارا عورتیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ۵۰/۳۳ میں قرآنی معاشرہ کے صدرِ اوّل سلامٌ علیہ کو اِن کا سہارا مقرر کیا تھا۔ لیکن مروّجہ روایات نے اِن کے متعلق اُلٹا تصوّر دیدیا ہے کہ اِس آئت میں آنخضرت سلامٌ علیہ کو اجازت دی گئی ہے کہ اِن تین اقسام کی عورتوں میں سے جس عورت سے چاہیں خود نکاح کر لیں۔ اور بڑے شوق سے قرآن کریم کی بتائی ہُوئی تعدادِ ازواج کی ہنگامی حد کو بھی توڑ ڈالیں۔ معاذاللہ استغفر اللہ!

● اب آیئے محولہ بالا آیاتِ مجیدہ کی طرف۔ جن کے ساتھ مروّجہ روایات نے بے پناہ ظلم کر کے آنخضرت سلامٌ علیہ پر حُدودُ اللہ کو توڑنے کا الزام لگا رکھا ہے۔ اس سلسلے میں پہلے نمبر پر اِس چیز کی وضاحت کرنا نہائت ضروری ہے کہ محولہ آئت اُس سورہ احزاب کی آئت مجیدہ ہے۔ جس کے شروع ہی میں اللہ تعالیٰ نے عامۃ المسلمین کے متعلق فیصلہ دے دیا ہے کہ ولائت کے سِلسلے میں ہمارا نبیؐ اِن کی اپنی جانوں سے بھی افضل ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلنَّبِیُّ اَوۡلٰی بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ مِنۡ اَنۡفُسِہِمۡ وَ اَزۡوَاجُہٗۤ اُمَّہٰتُہُمۡ ؕ ۲۷/۲۱ + ۶/۳۳	اللہ صاحبِ رحمتِ عامہ اور شفقتِ خاصہ کے نام سے ہم لکھتے ہیں اور اِسی مبارک نام کے ساتھ آپ پڑھیں...... ہمارا نبی مومنوں کے مقابلے پر اُن کی جانوں سے بہتر وَلی ہے۔ (کیوں نہ ہو جبکہ وہ اِن کیلئے بمنزلہ باپ ہے) اور اُس کی بیویاں اُن کی مائیں ہیں۔

● اس آئت مجیدہ سے یہ دکھانا مقصود ہے کہ سُورہ احزاب کے شروع ہی میں اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا ہے

کہ اگرچہ تمام مُسلمان فرداً فرداً اور اپنے اپنے مقام پر وَلی ہیں۔ لیکن ہمارے نبیؐ کی ولائت ان سب کی ولائت سے افضل اور بے داغ ہے۔ اور شروع ہی میں بتادیا گیا ہے کہ اِس سُورۃ مجیدہ میں ولائتِ محمدّی کا ذکر آنے والا ہے۔ یاد رہے کہ یہاں پر اُس نام نہاد ولائت کا ذکر نہیں جو تعویذ نویسی اور تعویذ فروشی کے نام سے مشہور ہے، بلکہ یہاں پر اُس ولائت کا ذکر ہے جو کسی جوڑے کے نکاح کے وقت لازم ہوتی ہے۔ چنانچہ مومنوں کو نکاح اور طلاق کے مسائل ہی کی ایک شِق سمجھاتے ہُوئے ارشاد ہوتا ہے:۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ وَ سَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۝ ۴۹ /۳۳

ایمان والو! جب تم مومنہ عورتوں سے نکاح کرو۔ پھر اگر تم مس کرنے سے پہلے طلاق دیدو تو پھر تمہارے لئے کوئی عدّت نہیں' جسے وہ گذاریں۔ پس چاہئے کہ تم اُنہیں اُن کا سامان دے دیا کرو۔ اور انہیں احسن طریقہ سے رخصت کردیا کرو۔

● اِس طرح مومنوں کو نکاح و طلاق کی یہ شِق سمجھانے کے بعد اگلی تین آیاتِ مجیدہ میں آنحضرت سلامٌ علیہ کو مخاطب کرکے آئت نمبر ۵۰ میں واضح کیا گیا ہے کہ آپ جو نکاح کرچکے ہیں آپ کے لئے یہی عورتیں روا ہیں۔ نیز اسی آئت میں آپ کو بے وَلی عورتوں کا وَلی ٹھہرایا گیا ہے۔ آئت نمبر ۵۱ میں حقِّ ولائت کی تحقیق کی تاکید کی ہے۔ اور آئت نمبر ۵۲ میں آپ پر واضح کیا گیا ہے کہ آپ اپنی منکُوحہ عورتوں میں سے نہ کسی کو طلاق ہی دے سکتے ہیں۔ اور نہ اِن میں سے کسی بیوی کو کسی اور عورت کے ساتھ تبدیل ہی کرسکتے ہیں اور نہ ہی اس کے بعد کسی اور عورت کے ساتھ نکاح کرسکتے ہیں۔ لہٰذا آپ کوئی نئی شادی کرہی نہیں سکتے۔ ذیل میں ہر سہ آیات مجیدہ بالترتیب ملاحظہ فرمائیں:۔

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَ مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَ بَنٰتِ عَمِّكَ وَ بَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَ بَنٰتِ خَالِكَ وَ بَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ ۫ وَ امْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ

اے نبی! آپ کیلئے آپ کی وُہی بیویاں حلال رکھی گئی ہیں جن سے آپ اُن کے مہر ادا کرکے نکاح کرچکے ہیں۔ **اور جو نَو مسلم** عورتیں ہیں' جنہیں اللہ تعالیٰ آپکی طرف پھیر لایا۔ اور خصوصاً آپکے چچاؤں، پھوپھیوں، ماموؤں اور خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے آپکے ساتھ ہجرت کی تھی۔ اور عموماً ہر وہ مومنہ عورت (جس کا ولی نہ ہو یا نااہل ہو) اگر وہ اپنی جان کو نبی کے سُپرد کردے۔ اُس کیلئے نبی

يَّسْتَنْكِحَهَا ۚ ٢ خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۗ ٣٣/٥٠	کو اختیار ہے کہ وہ چاہے تو اُس کا نکاح کرا دے ٢۔ اے نبیؐ ! یہ اختیارات مخصوصہ مومنوں کے سوا صرف آپ کیلئے مختص ہیں۔

١ مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُ سے مُراد وہ نو مُسلم عورتیں ہیں جو کافر معاشرہ سے ہجرت کر کے مسلم معاشرہ میں آجائیں۔ چونکہ اُن کے حقیقی ولیوں کی ولائت بوجہ کفر ٹُوٹ چکی ہے اِس لئے اُن کا وَلی یعنی نکاح کر دینے والا نبی اکرمؐ کو مقرر کیا گیا ہے۔

٢ يَسْتَنْكِحَهَا باب استفعال سے ہے۔ اِس کا معنٰی خود نکاح کرنا نہیں بلکہ نکاح کر دینا یا کروا دینا ہے۔ اس باب کا خاصہ قرآنِ کریم نے ٢٣٣/٢ میں وَاضح کر رکھا ہے۔ وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ کا معنٰی ہے = اگر تم اپنی اولاد کو دُودھ پلوانا چاہو...... اسی طرح استنکاح کا معنٰی ہے اگر نبی اُس عورت کا نکاح کروانا چاہے۔

● یاد رہے کہ آئتِ بالا میں جلی قلم میں لکھی ہُوئی واؤ استیناف کی واؤ ہے۔ یعنی اس کے بعد والے الفاظ میں جن عورتوں کا ذکر کیا گیا ہے وہ اَحْلَلْنَا کی مفعول نہیں ہیں۔ بلکہ اِن سب پر اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا ۚ کا عمل ہے۔ کیونکہ یہ سب بے وَلی عورتیں ہیں۔ مَا مَلَكَتْ يَمِيْن یعنی غیر مسلم معاشرہ سے آئی ہُوئی مومنہ عورتیں بھی حقیقی وَلیوں کو چھوڑ آتی ہیں۔ اور آنحضرت سلامٌ علیہ کے کُنبے کی مذکورہ بالا عورتیں بھی مہاجر ہونے کی وجہ سے بے وَلی ہو گئی تھیں۔ ان کا ذکر عطف خصوص بر عموم کے انداز سے ہے۔ اور معاشرہ کی وہ عورتیں' جن کے ولی نہ ہوں' نااہل ہوں' یا رُعب اور لالچ میں آکر عورت پر ظلم کر رہے ہوں۔ تو اِن سب عورتوں کا وَلی' اللہ تعالیٰ نے رسولِ اکرمؐ کو مقرر فرمایا ہے۔ تاکہ اُنہیں لاوارث جان کر کوئی فرد یا گروہ کسی نااہل کے پلّے نہ باندھ دے۔ اِن عورتوں کو قرآن کریم نے یہ حق دے رکھا ہے کہ اگر اِن میں سے کسی کو ازدواجی بے انصافی کا خطرہ لاحق ہو جائے۔ تو وُہ اپنے آپ کو قرآنی معاشرہ کے صدرِ اوّل سلامٌ علیہ کے حوالے کر کے، یعنی آنحضرتؐ کو اپنا وَلی اور وارث بنا کر اپنا ازدواجی حق حاصل کرے۔ اور ولائت کا یہ حق مومنوں کو مُطلقاً حاصل نہیں۔ قرآنِ کریم نے اِس حق کو آنحضرت سلامٌ علیہ کے لئے مخصوص کر دیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ آپ کے بعد یہ حق آپ کے جانشین کو حاصل ہو گا۔ تاکہ قرآنی معاشرہ میں آنے والی نو مُسلم خواتین اور خصوصاً صدرِ مملکت کے کُنبے کی مہاجرہ عورتیں' اور معاشرے کی ہر بے سہارا عورت کا ازدواجی حق بحقِ سرکار ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جائے۔ نہ نو مُسلم خواتین پر کسی کی للچائی ہُوئی نظریں پڑ سکیں۔ اور نہ کوئی بے وَلی یا نااہل وَلی والی عورت زندگی بھر کے لئے کسی نااہل فرد کے پلّے پڑ سکے۔

مُعترضین حضرات غور فرمائیں

● گذارش ہے کہ آئتِ مجیدہ کا مذکورہ بالا مفہوم سابقہ اور مرّوجہ مفاہیم سے مُطلقاً برعکس ہے۔ کیونکہ سابقہ مترجمین نے یہ ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اِس آئت مجیدہ میں آنحضرت سلامؐ علیہ کو اجازت دے رکھی ہے کہ آپ مَا مَلَكَتْ يَمِيْنِ کے ساتھ بھی نکاح کرسکتے ہیں۔ اپنے کُنبہ کی مہاجر عورتوں سے بھی۔ اور آپ کو ہر اُس عورت سے بھی نکاح کرنے کی اجازت تھی جو اپنا نفس بلا مہر آپ کے حوالے کردے۔ بالفاظِ دیگر یہی وہ آئت ہے جس کا سہارا لے کر نبی اکرم سلامؐ علیہ کو قرآنِ کریم کی نافذ کردہ تعدادِ ازواج کی ہنگامی حد سے مستثنیٰ قرار دے کر آپ کو بیک وقت گیارہ بیویوں کا شوہر بتایا گیا ہے۔ یعنی سابقہ مترجمین نے استیناف کی واؤ کو جسے ہم سابقہ صفحہ پر جلی قلم میں نمایاں کرچکے ہیں۔ جمع کی واؤ بنادیا ہے۔ لیکن مذکورہ بالا مفہوم پر اعتراض کرنے والے دوستوں پر واضح کیا جاتا ہے کہ آئتِ مجیدہ کے اگلے الفاظ نے نہائت صراحت کے ساتھ واضح کررکھا ہے، کہ مذکورہ بالا عورتوں کے ساتھ نبی اکرمؐ کو نکاح کرنے کی اجازت نہیں۔ بلکہ اِنکے ساتھ معاشرہ کے مومنوں نے نکاح کرنا ہے۔ چنانچہ آئت زیر بحث ۵۰/۳۳ کے اخیر میں ارشاد ہُوا ہے:۔

قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيٓ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ ۵۰/۳۳	بیشک ہم نے (مذکورہ بالا الفاظ میں) ظاہر کردیا ہے، جو کچھ ہم نے مومنوں پر اُن کی بیویوں اور نَومُسلم مہاجرہ عورتوں کے متعلق فرض کیا ہے۔ اور یہ وضاحت اِسلئے کی گئی ہے کہ اے رسولؐ آپ کیلئے (ولی کی حیثیت سے نَومُسلم مہاجرہ اور لاوارث عورتوں کے نکاح کردینے میں) کوئی رکاوٹ باقی نہ رہے (نیز اسلئے کہ اللہ تعالیٰ (مومنوں کی سابقہ غلطیوں کو) معاف کرنے والا مہربان ہے۔

● دیکھئے! آئت مجیدہ زیر بحث کے آخری دو جُملوں میں کِس قدر واضح کردیا ہے۔ کہ مذکورہ صدر آئت مجیدہ میں آنحضرتؐ کو مخاطب کرکے مومنوں کے لئے قوانین نافذ کئے گئے ہیں۔ اور اِس سلسلے میں ایمان والوں سے جو غلطیاں اِسلام لانے سے پیشتر سرزد ہوچکی ہیں اُنہیں اللہ تعالیٰ معاف فرمادے گا۔ کیونکہ وہ بخشنے والا مہربان ہے۔ المختصر آئت مجیدہ ۵۰/۳۳ میں مذکورہ بالا ہر سہ قسم کی بے وَلی عورتوں کا، رسولِ اکرمؐ کو وَلی مقرر کیا گیا ہے۔ اِس آئت میں آنحضرت سلامؐ علیہ کو قرآنی حُدود کے خلاف کثرتِ ازواج کی اجازت ہرگز ہرگز نہیں دی گئی۔ کہ دھڑا دھڑ شادیاں ہی کرتے چلے جائیں۔ مرّوجہ ترجموں میں آپ کیلئے ہبہ نفس کا تصوّر بھی عجیب وغریب ہے۔ اس روائتی نظریہ کی بُوالعجبی پر غور فرمائیں۔ کہ اگر زمانہِ رسالت کی تمام عورتوں کو یہ اِذنِ عام تھا کہ وُہ اپنے آپ کو نبی اکرمؐ کی زوجیّت کیلئے ہِبہ کرسکتی تھیں۔ تو بتایئے کہ ایسی

صورت میں وہ کونسی عورت ہو گی جسے شوہر مطلوب ہو۔ اور وہ نبی اکرم سلامٌ علیہ کی بیوی بننے کی خواہش مند نہ ہو۔ اِس طرح تو حضورِ رسالت میں آپ سے نکاح کی طلب گار عورتوں کا ہر وقت جمگھٹا لگا رہنا ناگُزیر تھا۔ اور اِس سے بڑھ کر اور توہینِ رسالت کیا ہو سکتی ہے کہ آپ شبانہ روز اِس چیز پر غور کرنے کیلئے وقف ہو جائیں کہ کون-سی عورت کی درخواستِ نکاح کو منظور کیا جائے۔ اور کس کی درخوست کو ردّ کر دیا جائے۔ اور اِس قبول و انکار کا معیار کیا تھا؟ اللہ بچائے اِن روائتی تصوّرات سے کہ کِس کِس انداز سے توہینِ رسالت کی گئی ہے۔ العیاذُ باللہ!

حقِّ ولائت کی تحقیق

● آئت نمبر ۵۰ میں آپ دیکھ چکے ہیں کہ رسولِ اکرم سلامٌ علیہ کو تین اقسام کی بے وَلی عورتوں کا وَلی مقرر کیا گیا ہے لیکن اگلی آئت مجیدہ نمبر ۵۱ میں اس امر کی وضاحت کی گئی ہے۔ جو عورتیں اپنے آپ کو آپ کی ولائت میں دیں۔ آپ کو حق حاصل ہے کہ اِن میں سے جسے ولائت کا حقدار نہ پائیں اُسے الگ کر دیں۔ اور جسے ایک دفعہ الگ کر دیا ہو۔ تو اُس کے معاملے پر نظرِ ثانی کرنے کیلئے اُسے دوبارہ بھی بلایا جا سکتا ہے۔ تا کہ کسی بے سہارا عورت کے ساتھ بے انصافی ہونے نہ پائے۔ اور آئتِ مجیدہ کے آخری جُملے میں پھر اِسی امر کی وضاحت کر دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ جو اُن بے سہارا عورتوں کے متعلق عوام کے جذبات ہوتے ہیں۔ براہِ نوازش آئت مجیدہ کے الفاظ کو بغور ملاحظہ فرمائیں:

تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِيْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ ۭ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَّ وَ يَرْضَيْنَ بِمَآ اٰتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَلِيْمًا۝ ۳۳/۵۱

اے نبیؐ! مذکورہ بالا نو مُسلم، مہاجرہ اور لاواث خواتین میں سے جِسے آپ اپنی ولائت کے لئے نہ چاہیں تو اُسے الگ کر دیا کریں۔ اور جسے چاہیں اپنی ولائت میں لے کر اپنے سایہ عاطفت میں جگہ دیا کریں۔ اور جِسے زمرۂ ولائت سے الگ کر دیا ہو۔ اگر اُسے معاملہ کی تحقیق کے لئے پھر طلب فرمائیں۔ تو پھر بھی کوئی ہرج نہیں ہے۔ یہ گہری تحقیق کا انداز اس امر کے بہت ہی قریب ہے کہ اِن میں سے آپ کی ولائت کی حقدار خواتین کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں (یعنی اُنہیں اُن کا حقِّ زوجیّت مِل جائے) اور وُہ غمگین نہ رہیں۔ اور جو کچھ آپ اُنہیں (عائلی زندگی کے لئے بیت المال سے) عطا کریں۔ وہ سب اس پر راضی ہو جائیں۔ اور (لوگو! یہ قانون تمہارے ہی انسداد کیلئے نافذ کیا گیا ہے۔ کیونکہ) اللہ تعالیٰ تمہارے ذِہن تک کی باتوں کو جانتا ہے اور (دیکھ لو یہ قانون کس قدر علم و حکمت پر مبنی ہے) حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ صاحبِ علم و حکمت ہے۔

● گذارش ہے کہ آئت مجیدہ کا صحیح مفہوم سطور بالا میں آپ کے سامنے ہے۔ لیکن آگے بڑھنے سے پہلے اِس آئت کا مروّجہ روائتی ترجمہ بھی ملاحظہ فرمائیں:۔ تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ ....الخ کا معنٰی سابقہ مترجمین نے یہ لیا ہے کہ ''اے نبیؐ ! اپنی (نَو یا گیارہ) بیویوں میں سے جسے چاہے اپنے سے الگ کر دیں۔ اور جسے چاہے اپنے پاس جگہ دیں۔ اور جسے الگ کیا ہو اگر اُسے پھر بُلا لیں تو کوئی ہرج نہیں۔ یہ اِس چیز سے زیادہ قریب ہے کہ اِن کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں''۔ دیکھئے! یہ لا قانونیّت کا انداز کتنا نامناسب اور کِس قدر غلط ہے اور انصاف سے ہٹا ہُوا ہے؟........... ظاہر ہے کہ متعدّد بیویوں میں سے کسی کو بِلا وجہ اپنے سے الگ کرنے اور کسی کو پاس رکھنے سے سب کی آنکھیں ہر گز ہر گز ٹھنڈی نہیں رَہ سکتی ہیں۔ آنکھیں تو صرف اُن کی ٹھنڈی رہیں گی جنہیں پاس رکھا گیا ہو۔ اور دُوسری جنہیں الگ کر دیا ہو۔ وہ تو بے چاری رقابت اور سَوکنے کے جہنّم میں جل رہی ہوں گی۔

آئت مجیدہ کا آخری جُملہ

● سابقہ ترجموں نے مذکورہ بالا آئت مجیدہ نمبر ۵۰ میں رسولِ اکرم سلامٌ علیہ کے متعلق دھڑا دھڑ شادیوں کی کھُلی چھُٹی کا تصوّر پیش کیا ہے۔ اور اِس آئت نمبر ۵۱ میں بیویوں کے درمیان عدم انصاف اور لا قانونیّت کی اجازت دی ہے۔ فلہٰذا مروّجہ تراجم کا پُورے کا پُورا مفہوم غلط اور بے بنیاد ہے۔

● آپ جانتے ہیں کہ قرآن کریم کا اسلوبِ بیان یہ ہے کہ ہر آئت میں ایک چھوٹا سا جُملہ اخیر پر لاتا ہے۔ اور اُس میں پُوری آئت کا نچوڑ بیان کر دیتا ہے۔ اِس آئت مجیدہ کے اخیر پر مناسبتِ مضمون کے مطابق یہ جُملہ آیا ہے ''وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ '' = لوگو! اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو کُچھ تمہارے ذِہنوں میں ہے ...... اب ظاہر ہے کہ اگر آئت مجیدہ میں نبی اکرم سلامٌ علیہ کو بیویوں کے معاملے میں خود مختاری اور عائلی قوانین سے آزادی کی سند دی گئی ہوتی۔ تو اخیر پر نبی اکرم سلامٌ علیہ کو مخاطب کر کے یہ کہا جانا چاہیئے تھا کہ اے نبی! جو کچھ آپ کے ذِہن میں ہے۔ ہم جانتے ہیں۔ آپ کے ذِہن میں عائلی قوانین سے آزادی کی تمنّا تھی۔ سو دیدی گئی ہے۔ لیکن اخیر پر عوام کو مخاطب کر کے یہ کہنا کہ جو کچھ تمہارے دِلوں میں ہے۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ اس امر کی بیّن دلیل ہے کہ آئت مجیدہ کے الفاظ میں عوام ہی کے دِلی جذبات کا انسداد کیا گیا ہے۔ تاکہ وُہ نَو مُسلم بے سہارا اور بے وَلی عورتوں کے ازدواجی حقوق میں تصرّف نہ کر سکیں۔

● نَو مُسلم مہاجرہ اور لاوارث عورتوں کی طرف عوام کا للچائی ہُوئی نظروں سے دیکھنا اور اُن کے حقوق کی عدم نگہداشت ایک عام سی چیز ہے۔ فلہٰذا اللہ تعالیٰ نے اِن بے سہارا خواتین کو قرآنی معاشرہ کے صدرِ اوّل جناب محمدؐ رسول اللہ سلامٌ علیہ کی نگہداشت میں دے کر اُن کے حقوق کو محفوظ کر دیا ہے۔ اور اُن کی طرف للچائی ہُوئی نظروں سے

دیکھنے والوں پر واضح کر دیا ہے کہ ہم تو تمہارے ذہنوں تک کی باتوں کو جانتے ہیں۔ فلہٰذا روزِ روشن کی طرح ثابت ہُوا کہ مروّجہ ترجموں کا مفہوم سر تا پا غلط ہے اور ہر دو آیات مجیدہ نمبر ۵۰، ۵۱ کا صحیح مفہوم وُہ ہے جسے آپ ولائتِ محمدی سلامٌ علیہ کے ماتحت سابقہ صفحات میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

رسُولِ اکرم نہ کسی عورت سے نکاح ہی کر سکتے تھے اور نہ کسی بیوی کو کسی اور عورت سے تبدیل ہی کر سکتے تھے

اب اِس سلسلے کی آخری آئتِ مجیدہ ملاحظہ فرمائیں جس کا تعلق یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِیْٓ اٰتَیْتَ اُجُوْرَهُنَّ کے ساتھ ہے اِن الفاظ میں نبی اکرم سلامٌ علیہ پر واضح کیا گیا ہے کہ اے نبیؐ ! آپ پر آپ کی وُہی بیویاں روا ہیں جن کے ساتھ آپ اُن کے مَہر ادا کر کے نکاح کر چکے ہیں۔ اور اِس کے بعد ارشاد ہوتا ہے:۔

لَا یَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ یَمِیْنُكَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ رَّقِیْبًا۝ ۳۳/۵۲

اے نبیؐ ! آپ کے لئے (اپنی منکوحہ عورتوں) کے سِوا کوئی عورت حلال نہیں۔ اور نہ آپ کے لئے یہ حلال ہے کہ آپ اِن کو دُوسری عورتوں کے ساتھ تبدیل کریں۔ خواہ آپ کو دُوسری عورتوں کا حُسن اچھا لگتا ہو۔ اور خصوصاً وُہ نَو مُسلم عورتیں بھی آپ کے لئے حلال نہیں ہیں جو آپ کی ولائت میں آچکی ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ (بے سہارا عورتوں سمیت) ہر چیز کی حفاظت کرنے والا ہے۔

● دیکھا آپ نے ! کہ جناب محمدؐ رسول اللہ سلامٌ علیہ کو کِس طرح واضح الفاظ میں حکم دیا گیا ہے کہ آپ کو اپنی موجودہ بیویوں کو نہ تبدیل کرنے کی اجازت ہے۔ اور نہ اِن کے سِوا آپ پر کوئی اور عورت حلال ہے ......اِن آیات مجیدہ سے بالوضاحت ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی ازواجِ مطہرات کی تعداد حدِّ شرعی تک پہنچ چکی تھی۔ یعنی پُوری چار۔ فلہٰذا۔ شرعی حد کو توڑنے کی بھی اجازت نہیں تھی۔ اور کسی بیوی کو تبدیل کرنے کی اجازت اس لئے نہیں تھی کہ اَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ کی قرآنی خبر کے مطابق آپ کی بیویاں مومنوں کی مائیں تھیں۔ اگر آپ کسی بیوی کو طلاق دے دیں تو اُس سے کوئی مُسلمان نکاح نہیں کر سکتا تھا۔ فلہٰذا کتبِ روایات کا دیا ہُوا یہ تصوّر مطلقاً غلط ہے کہ نبی اکرم سلامٌ علیہ تعدادِ ازواج کی شرعی حدِّ چار سے مستثنےٰ تھے۔ اور آپ کو عام اجازت تھی کہ جو عورت اپنی جان آپ کے حوالے کر دے۔ آپ اُس سے نکاح کر سکتے تھے۔ ہبہ نفس کا معنٰی کسی عورت کا آنحضرتؐ کے لئے پیش کرنا نہیں بلکہ آنحضرت

سلامؑ علیہ کو اپنا ولی تسلیم کرنا۔ اور اپنے آپ کو آنحضرتؑ کی ولائت میں دے دینا ہے۔

چند توضیحات

● اخیر پر چند امُور کی وضاحت پیش کرنا ضُروری ہے۔ آئتِ بالا کے متن میں '' مِنۡۢ بَعۡدُ '' پر ہم نے خط کھینچا ہُوا ہے۔ اور اِلَّا کو جلی قلم سے لکھا ہے۔ یہ دونوں حروف وضاحت طلب ہیں۔ سابقہ مفسّروں نے '' مِنۡۢ بَعۡدُ '' کا معنٰی یہ لیا ہے کہ آنحضرت سلامؑ علیہ کو آئت نمبر ۵۰ میں مذکورہ عورتوں کی اقسام کے علاوہ اور کسی قسم کی عورت سے شادی کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ یہ مفہوم اس لئے غلط ہے کہ اِسی آئت مجیدہ میں آپ دیکھ چکے ہیں کہ آنحضرتؑ کو حکم کیا گیا کہ آپ اپنی اِن اَزواج میں سے کسی کو تبدیل بھی نہیں کرسکتے اب ظاہر ہے کہ تبدّل کے لئے لازم ٹھہرتا ہے کہ ایک بیوی کو طلاق دی جائے۔ اور کسی دوسری عورت سے نکاح کیا جائے۔ لیکن اِن دونوں چیزوں سے آپ کو روک دیا گیا ہے کہ آپ کسی ایک بیوی کو طلاق دے کر کسی نئی عورت سے نکاح کریں۔

● فلہٰذا آئتِ مجیدہ نمبر ۵۲ کے الفاظ سے اِس کے سِوا اور کوئی مفہوم برآمد نہیں ہوسکتا کہ آنحضرت کی بیویاں حدِّ شرعی کے مطابق چار تھیں۔ جن سے آپ نے قرآنی شرط کے مطابق ہنگامی حالات ہی میں یتیموں کی پرورش کے قرآنی حکم کے مطابق ہی نکاح فرمائے تھے۔ اور اِس طرح جب آپ کی بیویوں کی تعداد حدِّ شرعی تک پہنچ چکی تھی۔ تو اِسی لئے آپ کو حکم دیا گیا تھا کہ آپ کے لئے اِن عورتوں کے سوا کوئی اور عورت اِس لئے حلال نہیں کہ حدِّ شرعی پُوری ہوچکی۔ اور اس حد کو قائم رکھتے ہوئے کسی اور عورت سے شادی کرنے کی گنجائش اِسی صورت میں ہوسکتی تھی کہ آپ چار بیویوں میں سے کسی ایک کو طلاق دے دیں اور اُس کے بدلے کسی نئی عورت سے نکاح کرلیں۔ اِس گنجائش کو آپ کے لئے اِس لئے ختم کردیا گیا۔ کہ ازواجِؓ رسول سلامؑ علیہ قرآنی حکم کے مطابق مومنوں کی مائیں ہیں۔ اگر اُن میں سے کسی کو طلاق ہوجائے تو اُس کے جِنسی حقُوق ہمیشہ ہمیشہ کے لئے پامال ہونے کا خطرہ تھا۔ کیونکہ کوئی مومن اُن سے نکاح نہیں کرسکتا تھا۔ جیسا کہ ارشادِ باری ہے:۔ وَمَا كَانَ لَكُمۡ اَنۡ تُؤۡذُوۡا رَسُوۡلَ اللّٰهِ وَ لَاۤ اَنۡ تَنۡكِحُوۡۤا اَزۡوَاجَهٗ مِنۡۢ بَعۡدِهٖۤ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمۡ كَانَ عِنۡدَ اللّٰهِ عَظِيۡمًا ۝ ۵۳ / ۳۳ (مفہوم) :۔ (ایمان والو!) تمہارے لئے یہ لائق نہیں کہ تم اللہ کے رسولؑ کو ایذا پہنچاؤ اور نہ لائق ہے کہ تم اُن کی ازواجؓ مطہرات کے ساتھ اُس کے بعد کبھی بھی نکاح کرو۔ بیشک ہمارے رسولؑ کی بیویوں سے تمہارا نکاح کرنا اللہ کے نزدیک بہت ناگوار اور ناروا کام ہے۔

کیوں؟ اِس لئے کہ نبی اکرم سلامٌ علیہ کی بیویاں مومنوں کی دینی مائیں ہیں۔ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ۶ /۳۳

● آگے بڑھنے سے پہلے ایک اہم اعتراض کا جواب سُنتے جائیں۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی صاحب یہ اعتراض کریں کہ جب رسولِ اکرمؐ ۵۲ /۳۳ کی خبر کے مطابق کسی بیوی کو تبدیل بھی نہیں کر سکتے تھے۔ یعنی کسی بیوی کو طلاق نہیں دے سکتے تھے تو سورہ تحریم میں آپ کی دو بیویوں کو مخاطب کر کے کیوں کہا گیا ہے:۔ عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ ...... ۵ /۶۶ (مفہوم) :۔ اگر بفرضِ محال ہمارا رسولؐ تم دونوں کو طلاق دیدے تو اُس کا رب اُس کے لئے تم سے بہتر عورتیں تبدیل کر دیوے۔

قرآن کریم میں تضاد نہیں ہے

● اس اعتراض کا جواب عرض کرنے سے پیشتر اِس امر کی وضاحت کرنا ضروری ہے کہ قرآنِ کریم میں تضاد ہر گز نہیں ہے:۔ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ○ ۸۲ /۴ (مفہوم) اور اگر یہ قرآن غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو لوگ اِس میں بہت سے اختلاف پاتے۔ دیکھئے! اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کے اپنی کتاب ہونے کا ثبوت ہی یہ دیا ہے کہ اِس میں اختلاف نہیں ہے۔ فلہٰذا ثابت ہُوا کہ جب رسول اکرم سلامٌ علیہ کو ایک مرتبہ حکم دیدیا ہے کہ آپ اِن عورتوں کو کسی نئی عورت کے ساتھ تبدیل نہیں کر سکتے۔ تو اب سابقہ عورتوں میں سے نہ کسی کو طلاق دینے کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ اور نہ کسی اور عورت کے ساتھ نکاح کرنے کا تصوّر پیدا ہو سکتا ہے۔ فلہٰذا آئت مجیدہ ۵ /۶۶ میں اِنْ طَلَّقَكُنَّ کے الفاظ میں اِنْ شرطیّہ بفرضِ محال کے لئے ہے۔ اور یہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح انبیاء سلامٌ علیہ کے متعلق ۲۷ /۲۱ میں خبر دی گئی ہے:۔

● لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَ هُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ○ (مفہوم) اللہ کے نبیؑ بات میں بھی اُس کی بات سے آگے نہیں بڑھتے اور اُس کے حکم کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ لیکن ۸۴ تا ۸۸ /۶ میں اٹھارہ نبیوں کے نام لے کر اور اُن کی فضیلت بیان کرنے کے بعد فرمایا ہے:۔ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ○ = اور اگر بفرضِ محال یہ بڑے بڑے اولوالعزم نبی بھی ہمارے ساتھ شرک کرتے تو اُن کے اعمال بھی ضائع ہو جاتے......اِس آئتِ مجیدہ میں بھی لَوْ شرطیّہ صرف بفرضِ محال کے لئے آیا ہے۔ یاد رہے کہ اِس طرح کے حرُوفِ شرط لا کر اور محالات کو فرض

کر کے کسی قانون کی وضاحت کی جاتی ہے۔ جس طرح ۸۴ تا ۸۸ /۶ میں اللہ تعالیٰ نے اِس قانون کی وضاحت فرمائی ہے کہ شرک وہ گناہِ عظیم ہے کہ اگر اللہ کے نبی رسولؐ بھی بفرضِ محال شرک کر بیٹھتے تواُن کے اعمال بھی ضائع ہو جاتے اسی طرح سورہ تحریم میں ایک محال کو فرض کر کے اِس قانون کی وضاحت کی گئی ہے کہ نکاح کرنا مَردوں کا پیدائشی حق ہے۔ اگر بفرضِ محال اللہ کا رسولؐ کسی عورت کو طلاق دے دے تواُس کا قانون وُہی ہے کہ جس طرح عام حالات میں جب ایک مرد کے پاس ایک ہی عورت ہوتی ہے اور اگر وُہ اُسے طلاق دے دے تواُسے دوسری عورت سے نکاح کرنے کا پیدائشی حق ہے اسی طرح ہنگامی حالات کے مطابق جب بے سہارا عورتوں سے نکاح کرنے میں چار تک کی تعداد روا ہے۔ تو اگر اِن میں سے کسی کو طلاق ہو جائے تواُس کے بدلے پھر ہنگامی حالات میں ہی دُوسری بے سہارا عورت سے نکاح کیا جا سکتا ہے۔ اور بفرضِ محال اگر اللہ کے نبی کے لئے بھی طلاق کی اجازت ہوتی تواُس کے لئے بھی قانون یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ مطلقہ عورتوں سے بہتر عورتیں مہیّا کر دیتا ہے۔ لیکن جب انبیاء سلامٌ علیہم کے لئے طلاق دینے کا قانون ہی نہیں تو معترضین حضرات کو یاد رکھنا چاہیے کہ سُورہ تحریم کی آئت نمبر ۵ میں اِنْ شرطیہ تفریضِ محال کے لئے ہے۔ اور قرآنِ کریم میں ہرگز تضاد موجود نہیں۔

● انبیاء سلامٌ علیہم میں سے حضراتِ نوح اور لُوط سلامٌ علیہما دو نبی ایسے تھے کہ اُن کی بیویاں نافرمان تھیں۔ اگر طلاق کا قانون انبیاء سلامٌ علیہم کے لئے بھی ہوتا۔ تو اللہ تعالیٰ کے یہ دونوں نبی اُنہیں طلاق دے کر الگ کر دیتے۔ لیکن ہُوا یہ کہ حضرتِ نوحؑ کی نافرمان بیوی کو طوفان میں غرق کر دیا گیا۔ اور حضرتِ لوطؑ کی بیوی کو اللہ تعالیٰ کی باغی قوم کے ساتھ پتھراؤ کے عذاب میں مبتلا کر کے ختم کَر دیا گیا۔

رجُوع اِلی المطلب

● ہم عرض کر رہے تھے کہ سابقہ مضمون میں مِنۢ بَعۡدُ اور اِلَّا دو حروف وضاحت طلب ہیں۔ اِن میں سے مِنۢ بَعۡدُ کی وضاحت آپ دیکھ چکے ہیں کہ اس کا اطلاق صرف اُن چار بیویوں پر ہے جن کا مہر ادا کر کے آنحضورؐ نکاح کر چکے تھے۔ اُن کے سوا باقی سب عورتیں آپ کے لئے حرام تھیں۔ اب:۔

اِلَّا کے متعلق عرض کرنا باقی ہے۔ اِلَّا عموماً استثنیٰ کے لئے آتا ہے۔ لیکن یاد رہے کہ اہلِ زبان کے ہاں اس کے متعدّد استعمالات پائے جاتے ہیں۔ جس پر خود قرآن کریم شاہد ہے۔ مثلاً:۔

ا۔ استثنیٰ کے لئے = فَاعۡلَمۡ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۱۹ /۱۷ = پس جانے رہ کہ اللہ کے سوا کوئی فرمانبرداری کے لائق نہیں۔

۲۔ استغراق کے لئے =اِنۡ کُلٌّ اِلَّا کَذَّبَ الرُّسُلَ ۱۴ /۳۸ = کوئی قوم ایسی نہیں تھی جس نے رسولوں کو جھٹلایا نہ ہو۔

۳۔ اِنۡ لَا کے معنوں میں = اِلَّا تَنۡصُرُوۡهُ فَقَدۡ نَصَرَهُ اللّٰهُ ۲۰ /۹ = اگر تم نے اُس کی مدد نہ کی تو کوئی بات نہیں۔ اللہ اُس کی مدد کر چکا ہے۔

۴۔ تاکید کے لئے = سَنُقۡرِئُكَ فَلَا تَنۡسٰۤىۙ اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰهُ ؕ ۶۔ ۷ /۸۷ = اے نبیؐ ! ہم آپ کو پڑھائیں گے پھر آپ بھولیں گے نہیں۔ بالکل نہیں بھولیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے یقیناً یقیناً چاہا ہی یہ ہے کہ آپ بالکل نہ بھُولیں۔ دیکھئے! اِس آئت مجیدہ میں اِلَّا تاکید کے لئے آیا ہے۔ اگر یہاں پر اِلَّا سے استثنٰے کا فائدہ لیا جائے تو مفہوم یہ بنتا ہے کہ آپ قرآن کریم کا اُتنا حِصّہ بھُول جائیں گے۔ جتنا اللہ چاہے گا۔ تو اِس طرح نبی رسول سلامٌ علیہ میں نسیان تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ اور نبوّت ہی بے اعتبار ہو جاتی ہے۔

۵۔ عطف کیلئے یعنی اور کے معنوں میں = اِنِّیۡ لَا یَخَافُ لَدَیَّ الۡمُرۡسَلُوۡنَ ۖ اِلَّا مَنۡ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسۡنًۢا بَعۡدَ سُوۡٓءٍ ۱۰۔۱۱ /۲۷ دیکھئے گا! ارشادِ باری ہے۔ بلاشبہ میری طرف سے بھیجے ہُوئے رسُولؐ ڈرا نہیں کرتے۔ اور نہ میرا وہ بندہ ڈرتا ہے جو کبھی زیادتی کر بیٹھے اور بعد میں قرآنی اعمال صالح کے ساتھ بُرائی کو نیکی میں بدل لے۔ دیکھئے! یہاں اِلَّا عاطفہ ہے۔ کیونکہ اگر عاطفہ نہ مانا جائے تو آئت مجیدہ کا مفہوم یہ بنتا ہے کہ "اللہ کے وہ رسُول تو نہیں ڈرتے جو ظلم نہ کرتے ہوں۔ مگر جو ظلم کرتے اور ظلم کے بعد برائیوں کو نیکیوں کے ساتھ بدلتے ہیں وُہ ڈرتے ہیں۔ دیکھئے گا! یہاں پر اِلَّا کو عاطفہ تسلیم کئے بغیر انبیاء سلامٌ علیہم کی عصمت ہی محفوظ نہیں رہتی۔

● فلہٰذا جس طرح مذکورہ بالا آئت مجیدہ ۱۰۔۱۱ /۲۷ میں اِلَّا عاطفہ ہے اسی طرح ۵۲ /۳۳ میں بھی اِلَّا عاطفہ ہے۔ اور آنحضرت سلامٌ علیہ پر آپ کے ہاں موجود چار بیویوں کے سوا مُطلقاً کوئی عورت حلال نہیں تھی۔ اور نہ آپ کو اِن میں سے کسی کو طلاق دینے کی اجازت تھی۔ اور نہ کسی نئی عورت سے شادی کرنا روا تھا۔ اخیر پر اِس عنوان سے متعلق آیات نمبر ۵۰ تا ۵۲ کی تقدیر کلام مُلاحظہ فرمائیں۔ یاد رہے کہ ذیل میں .... (نقطوں والا حصّہ) جُملہ معترضہ ہے۔ جس کو الگ کرنے سے اِس عُنوان کی تقدیر کلام یہ ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ .... جملہ ہائے اعتراض ...... لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا۝ (احزاب)

اے نبی! آپ کے لئے وُہی بیویوں حلال ہیں جن کا آپ مہر ادا کر کے اُن سے نکاح کر چکے ہیں......................اِن کے سوا آپ کے لئے اور کوئی عورتیں حلال نہیں۔ اور نہ آپ کے لئے یہ چیز حلال ہے کہ آپ اِنہیں طلاق دے کر دُوسری عورتوں کے ساتھ تبدیل کر لیں۔ خواہ آپ کو دُوسری عورتوں کا حُسن اچھّا لگتا ہو۔ اور نہ آپ کے لئے نَو مُسلم عورتیں ہی حلال ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے قوانین کے ذریعہ ہر چیز کا محافظ ہے۔

● یہ ہے برادرانِ عزیز! قرآن کریم کا فیصلہ کہ رسولِ اکرم سلامٌ علیہ کی بیویاں' حدِّ شرعی سے ہر گز ہر گز متجاوز نہیں تھیں۔ رسُولِ اکرم کی نَو گیارہ یا تیرا بیویاں بیک وقت ماننے والوں کو اتنی سی بات بھی یاد نہیں رہتی کہ رسولِ اکرم سلامٌ علیہ قرآن کریم کے سَو فیصدی فرمانبر دار تھے۔ جیسا کہ خود آپ کا اقرار اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدّس کتاب میں قیامت تک کے لئے درج فرمار کھا ہے:۔ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۶/۵۰ + ۱۰/۱۵ + ۴۶/۹ = اس کے سِوا اور کوئی بات نہیں کہ مَیں صِرف اُس چیز کی اتّباع کرتا ہوں، جو میری طرف وحی کی گئی ہے۔ اور وحی کے متعلق بھی حضور نے اعلان کر دیا ہے:۔ وَ اُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ ۶/۱۹ = اور میری طرف یہ قرآن وحی کیا گیا ہے۔ اب جبکہ رسُولِ اکرمؐ قرآنِ کریم ہی کے متبّع تھے۔ اور جب قرآن کریم میں ہنگامی حالات کے مطابق بیویوں کی آخری حد کے متعلق چار کا حکم دیا گیا ہے۔ تو یہ چیز کسی طرح تسلیم نہیں کی جاسکتی، کہ جناب محمدؐ رسول اللہ سلامٌ علیہ نے قرآنِ کریم کی خلاف ورزی کر کے بیک وقت نَو گیارہ یا تیرا عورتوں سے نکاح کر رکھا ہو گا۔ جبکہ صدرِ ریاست پر قانونی پابندیوں کی شدّت تو ہوتی ہے۔ رعائت نہیں ہوتی۔

اور جس آئت مجیدہ سے آنحضرت سلامٌ علیہ کے لئے شرعی حد کو توڑنے کا جواز حاصل کیا جاتا ہے، اُس کا قرآنی مفہوم آپ سابقہ صفحات میں دیکھ چکے ہیں کہ اِس میں اُن بے سہارا مہاجرہ اور نَو مُسلم عورتوں کا آنحضرت سلامٌ علیہ کو وَلی مقرر کیا گیا ہے۔ جو اپنے حقیقی ولیوں کو کافر معاشرہ میں چھوڑ کر مُسلم معاشرہ میں شامل ہو جائیں۔

فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ !